نہیں ہونے پائے تھے مگر علامہ کی بصیرت کو داد دینی چاہیے جس نے یہ اشعار کہلوائے:

نہ مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں نمود اس کی ... کہ روحِ مشرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا ... سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

لاطینی و لادینی کس پیچ میں الجھا تو ... دارو ہے ضعیفوں کا لا غالب الا ھو

ترکی کی تاریخ اور خلافت کے سقوط کے اسباب پر ایک نظر ڈالنے کے بعد آیئے ترکی کے حالیہ سفر کی طرف۔

لندن سے استنبول کا سفر:

بھارت کے ممتاز عالم دین، سکالر اور مفکرِ اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی کے نواسے اور بہت سی صفات میں آپ کے جانشین مولانا سید سلمان الحسینی حسب معمول برمنگھم کی سالانہ سیرت کانفرنس میں شرکت کے لیے یکم جون ۲۰۰۶ء لندن پہنچے۔ اس بار آپ کا سفر دہلی سے براستہ استنبول تھا۔ استنبول میں معروف اسلامی رہنما نجم الدین اربکان نے جو موجودہ دینی ذہن رکھنے والی حکومت کے ایک لحاظ سے سرپرست و رہبر ہیں۔ دنیا بھر کی دینی تحریکات وشخصیات کو سلطان محمد الفاتح کی فتح قسطنطنیہ (استنبول) کی سالانہ تقریب وجشن کی مناسبت سے مدعو کیا تھا۔ ۲۹ رمئی ۱۴۵۶ء کو سلطان محمد فاتح نے عیسائیت کے سب سے بڑے مستحکم قلعے پر اسلام کا پرچم لہرایا تھا۔ یاد رہے اتاترک کے آئین کی رو سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے نام پر کوئی تقریب نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے جب سے ترکی میں دینی ذہن رکھنے والی حکومت برسراقتدار آئی ہے۔ اس کی کوشش ہے کہ سلطان فاتح کے ساتھ ترکی قوم کو وابستہ کیا جائے۔ نجم الدین اربکان نے اس تقریب کی پوری ایک نشست تقریباً (اڑھائی گھنٹہ) موجودہ حالات میں ملت اسلامیہ کے لیے لائحہ عمل پیش کیا کہ موجودہ حالات میں ملت اسلامیہ کو سیاسی، اقتصادی، عسکری، تہذیبی طور پر کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ مثلاً انہوں نے کہا ہمارے پاس اتنے مالی وسائل نہیں ہیں کہ امریکہ کی طرح بحری بیڑے بنا سکیں۔ مگر ہم ایسے میزائل ضرور بنا سکتے ہیں جو ان بحری بیڑوں کو تباہ کر سکتے ہوں وغیرہ وغیرہ۔ غرض فاتح استنبول کی یاد میں اس تقریب کو ترکی رہنما نجم الدین اربکان نے ترکی قوم کو اسلام کی درخشاں تاریخ وتہذیب سے وابستہ کرنے کا ذریعہ بنایا۔ مولانا سلمان الحسینی مجھے بار بار کہتے رہے کہ آپ کو ترکی کی اس تقریب میں ضرور ہونا چاہیے تھا۔ اب اس کی تلافی یہی ہے کہ واپسی میں میرے ساتھ استنبول چلیں۔ تاکہ وہاں کے علماء مشائخ، اسکالر، دانشوروں اور مفکرین اور ملت کے احیاء کا جذبہ رکھنے والے حضرات سے مل کر معلوم کرلیں کہ وہ حضرات سخت پابندیوں کی فضا میں کس طرح خاموشی سے علمی، فکری، تصنیفی، دعوتی اور ہر نوع کا تعمیری کام کر رہے ہیں۔ اس طرح لندن کے ابراہیم کمیونٹی کالج میں دینی وعصری تعلیم کی یکجائی کا جو تجربہ ہو رہا ہے، اس میں اُن کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔ مولانا سلمان الحسینی صاحب کے حکم واصرار پر بندہ اور ابراہیم کالج کے لیکچرار اور نائب مدیر مولانا شمس الضحیٰ صاحب انٹرنیٹ پر ٹکٹ بک کر کے ۵ جون بروز بدھ سہ پہر ساڑھے چار بجے ٹرکش ایئرویز سے روانہ ہو کر استنبول کے وقت کے مطابق رات ساڑھے دس بجے استنبول ائرپورٹ پر پہنچے۔ یہ ائرپورٹ اپنی وسعت، شان وشوکت اور نظامت میں یورپ وامریکہ کے کسی ائرپورٹ سے کم نظر نہیں آیا۔ مولانا شمس الضحیٰ کہنے لگے گویا ہم لندن ہیتھرو کے چینل فور (۴) پر ہیں۔ جہاں کوئی مسلمان نظر نہیں آتا۔ مولانا سلمان نے فرمایا یہ سبھی مسلمان ہیں۔ صرف

اتاترک کے انقلاب کا اثر ہے۔ باہر نکلے تو مولانا سلمان الحسینی ایک ترکی نوجوان سے اردو میں گفتگو کرنے لگے۔ پتہ چلا اُن ترکی نوجوان کا نام اسماعیل ہے۔ چند سال پہلے ندوہ میں تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور مولانا کے شاگرد ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں اُن کے دو رفقاء محمد الفاتح اور محمد صغر گاڑی لے کر آموجود ہوئے۔ الغرض ہم تین ترکی میزبانوں کی رفاقت میں ائرپورٹ سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت طے کر کے اسماعیل صاحب کے گھر پہنچے۔ رات کے بارہ بج چکے تھے۔ نماز پڑھی اور کھانا کھا کر سو گئے۔

استنبول کا کائی فاؤنڈیشن:

دوسرے روز چھ جون ۲۰۰۶ء کو نو بجے کے قریب اپنے میزبان اسماعیل ندوی صاحب کے ہمراہ ترکی کے معروف عالم دین مفکر اور نقشبندی شیخ، شیخ مصطفیٰ الجواد کے قائم کردہ ادارے کائی (Caye) فاؤنڈیشن پہنچے۔ شیخ مصطفیٰ جواد نے یہ ادارہ ترکی کے ذہین اور غریب طلباء کو استنبول یونیورسٹی شعبہ الٰہیات اور دیگر شعبوں میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کروانے کے لیے بطور دارالاقامہ (ہاسٹل) وقف کیا ہے۔ یہاں کوشش کی جاتی ہے کہ طلباء کو عربی زبان اور بنیادی دینی علوم میں مہارت پیدا ہو جائے۔ ان کا اصل کام طلباء کو دینی ذہن و فکر اور اسلامی تمدن و طرز حیات سے وابستہ کرنا ہے۔ کیونکہ اتاترک کے انقلاب کے وقت سے حکومت کی بنیادی پالیسی حکومتی مناصب وعہدوں پر لبرل و اسلام بیزار ذہن رکھنے والوں کی ترجیح رہی ہے۔ شیخ مصطفیٰ الجواد کی کوشش ہے کہ دینی ذہن رکھنے والے طلباء میں علمی و تحقیقی طور پر اتنی زبردست قابلیت وصلاحیت پیدا کریں کہ طلباء محض اپنی اہلیت (میرٹ) کی بنیاد پر حکومت کے اعلیٰ مناصب وعہدوں میں جگہ پاسکیں۔ کائی فاؤنڈیشن کی سات منزلہ عمارت نہایت مستحکم کشادہ اور جدید سہولتوں سے آراستہ ہے۔ شیخ کے صاحبزادے شیخ محمود نے جو انجینئرنگ پروفیسر ہیں، بتایا کہ یہ عمارت علاقے کی تمام عمارتوں سے زیادہ مستحکم اور جدید تر سہولتوں سے آراستہ اور زلزلہ پروف ہے۔ ہم نے اس کی تعمیر میں نہایت باریک بینی سے جدید تعمیری قواعد کا لحاظ رکھا ہے۔ تاکہ حکومت کسی تعمیری نقص کا بہانہ بنا کر ادارے کو بند نہ کرسکے۔ عمارت کی بالائی منزل شیخ اور اُن کے دونوں صاحبزادوں کی رہائش اور بقیہ چھ منزلیں غریب ذی استعداد طلباء کے لیے وقف ہیں۔ چند سال پہلے ترکی حکومت نے فیصلہ کیا کہ حکومت کے تمام شعبوں حتیٰ کہ افتاء شعبے میں بھی خواتین کو ترجیحی مناصب پر فائز کیا جائے گا تو شیخ مصطفیٰ نے کائی فاؤنڈیشن کا ایک حصہ طالبات کے لیے مخصوص کر دیا۔

دارالحکمت، استنبول کا ایک علمی، تحقیقی و تصنیفی ادارہ:

کائی فاؤنڈیشن میں شیخ مصطفیٰ الجواد کے مہمان خانے میں سامان رکھ کر جناب اسماعیل ندوی کے ہمراہ استنبول کے تاریخی مقامات دیکھنے کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں مولانا سلمان کے ایک دوست و اسکالر جناب عمر فاروق کو بطور گائیڈ ورہبر ساتھ لیا۔ جناب عمر فاروق ایک علمی ادارے دارالحکمت کے ڈائریکٹر ہیں۔ یہ ایک تصنیفی، تحقیقی و تربیتی ادارہ ہے۔ جہاں مختلف دینی موضوعات پر ریسرچ اور تصنیفی کام ہوتا ہے۔ اکیڈمک جنرل ریسرچ کے تحت بلند پایہ معیاری کتب کی طباعت کی جاتی ہے۔ ان کاموں میں علماء اور اسکالر کی ایک ٹیم مصروف رہتی ہے۔ اس ادارے نے مولانا سلمان الحسینی کی مرتب کردہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے مقدمۂ علوم حدیث پر تدوین و تحقیق اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فارسی رسالے

''الفوز الکبیر'' کے عربی ترجمہ اور تدوین وتحقیق کردہ رسالے بھی شائع کیے ہیں نیز ''دارالحکمت'' کالج یونیورسٹی کے طلباء کے لیے وقتاً فوقتاً مختصر دینی کورس اور سیمینارز منعقد کر کے انہیں اسلام سے وابستہ رکھنے کے لیے کوشاں ہے۔عمر فاروق صاحب اور اُن کی اہلیہ چند سال اسلام آباد میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں گزار چکے ہیں۔اس لیے اردو بھی سمجھ لیتے ہیں اور برصغیر کے حالات سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے ہم لوگوں سے خوب مانوس رہے۔

آیا صوفیہ دنیائے عیسائیت کا عظیم روحانی و مذہبی مرکز:

ترکی کے تاریخی آثار کو دیکھنے کی ابتداء سب سے مشہور جامعہ آیا۔صوفیہ سے کی آیا صوفیہ قسطنطنیہ (استنبول) کے سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں فتح ہونے تک عیسائیوں کا دوسرا بڑا مذہبی مرکز رہا ہے۔ پانچویں صدی عیسوی میں عیسائی دنیا دو بڑی سلطنتوں مشرقی اور مغربی میں تقسیم ہوگئی تھی۔آیا صوفیہ مشرقی عیسائیت یعنی ہولی آرتھوڈکس چرچ کا سب سے بڑا مذہبی مرکز تھا۔جبکہ مغربی عیسائیت یعنی کیتھولک چرچ کا مرکز روم (اٹلی) رہا۔درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد صدیوں تک عیسائیت 'عابدوں، زاہدوں اور تارک دنیا درویشوں کا مذہب تھا۔جو ترکِ دنیا کر کے صومعون عبادت گاہوں اور غاروں میں عبادت و ریاضت کرتے تھے تا آنکہ تیسری صدی عیسوی میں رومن بت پرست شہنشاہ قسطنطین نے عیسائیت قبول کر کے اپنی عسکری طاقت کے بل بوتے پر آناً فاناً پورے یورپ کا بلکہ دنیا کا سب سے بڑا مذہب بنادیا۔تاریخی حقیقت یہی ہے کہ تلوار یا طاقت سے پھیلنے والا کوئی مذہب ہے تو وہ عیسائیت ہے نہ کہ اسلام اسی نے استنبول فتح کیا تھا جو اس وقت بزنطیہ (Bazantia) کہلاتا تھا اور اسے اپنا پایۂ تخت بنایا اور اس کا نام اپنے نام پر قسطنطنیہ رکھا۔اُسی نے روم (اٹلی) کے چرچ کی بنیاد رکھی جو بعد میں مغربی کیتھولک عیسائیت کا عالمی مرکز بنا اور اس کا مذہبی پیشوا پوپ آج بھی کیتھولک عیسائیت کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا ہے مگر آیا صوفیہ کو اس لحاظ سے روم (اٹلی) کے کلیسا سینٹ پیٹر پر فوقیت حاصل ہے کہ اس کی بنیاد روم کے کلیسا سے پہلے یعنی ۳۱۰ عیسوی میں پڑی۔اس کی تعمیر لکڑی سے ہوئی تھی جو آگ لگنے سے جل گیا تو اس جگہ قیصر جسٹینن نے ۳۲۲ عیسوی میں عظیم الشان پختہ تعمیر کی۔جس وقت یہ چرچ (آیا صوفیہ) تعمیر ہوا۔دنیا کی سب سے عظیم الشان عمارت تھی حتیٰ کہ جب جسٹینن پہلی بار اس میں داخل ہوا تو اس کی زبان پر یہ مغرورانہ الفاظ آ گئے کہ سلیمان میں تم پر سبقت لے گیا (تعمیر و تقدس میں بیت المقدس) پر ایک ہزار سال تک آیا صوفیہ کلیسا کے طور پر ہی نہیں بلکہ پوری عیسائی دنیا کے مذہبی و روحانی مرکز کے طور پر مشہور رہی۔حتیٰ کہ سلطان محمد فاتح نے فتح قسطنطنیہ کے موقع پر اس میں ظہر کی نماز پڑھی۔اس وقت سے یہ جامعہ آیا صوفیہ کہلائی پھر صدیوں تک کی صیہونی صلیبی سازشوں کے نتیجے میں اتاترک نے ۱۹۳۴ء اسے بطور مسجد بند کر کے ایک میوزم بنادیا اور جہاں نماز پڑھنا قانوناً ممنوع قرار دیا۔اب یہاں غیر ملکی سیاح نیم برہنہ خواتین گھومتی رہتی ہیں۔حتیٰ کہ محراب و منبر میں اپنے اپنے کیمروں سے تصاویر کھینچتی پھرتی ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(جاری ہے)